بحث اولیاء اللہ کے نام پر جانور پالنا

بعض لوگ جو کہ فاتحہ گیارہویں یا میلاد شریف کے پابند ہیں وہ اس کے لیے کچھ عرصہ پہلے بکرے اور مرغے وغیرہ پالتے ہیں اور ان کو فربہ کرتے ہیں۔تاریخ فاتحہ پر ان کو بسم اللہ پر ذبح کر کے کھانا پکا کر فاتحہ کرتے ہیں اور فقراء و صلحاء کو کھلاتے ہیں۔چونکہ وہ جانور اس کی نیت سے پالا گیا ہے اس لیے کہہ دیتے ہیں۔گیارہویں کا بکرا یا غوث پاک کی گائے وغیرہ، یہ شرعاً حلال ہے۔جیسے کہ ولیمہ کا جانور مگر مخالفین اس کام کو حرام اس گوشت کو مردار اور فاعل کو مرتد و مشرک کہتے ہیں۔اس بحث کے بھی دو باب کیے جاتے ہیں۔پہلے باب میں اس کے جواز کا ثبوت اور دوسرے میں اس پر اعتراضات و جوابات۔

پہلا باب
اس کے جواز کے ثبوت میں

جس حلال جانور کو مسلمان یا اہل کتاب، اللہ کا نام لے کر ذبح کرے وہ حلال ہے اور جس حلال جانور کو مشرک یا مرتد ذبح کرے وہ مردار ہے۔اسی طرح اگر مسلمان دیدہ دانستہ بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دے یا خدا کے سوا کسی اور کا نام لیکر ذبح کرے۔(مثلاً بجائے بسم اللہ اللہ اکبر کے دے یا غوث اور ذبح کر دے) تو حرام ہے خیال رہے کہ اس حلت وحرمت میں ذبح کرنے والے کا اعتبار ہے نہ کہ مالک کا۔اگر مسلمان کا جانور مشرک نے ذبح کر دیا مردار ہو گیا۔اگر مشرک نے بت کے نام پر جانور پالا مگر اس کو مسلمان نے بسم اللہ سے ذبح کر دیا حلال ہے۔اسی طرح ذبح کے وقت نام لینے کا اعتبار ہے نہ کہ آگے پیچھے زندگی میں جانور بت کے نام کا تھا مگر ذبح خدا کے نام پر ہوا حلال ہے اور زندگی میں جانور قربانی کا تھا۔مگر ذبح کے وقت اور نام لیا گیا وہ مردار۔اسی کو قرآن نے فرمایا: وما اھل بہٖ لغیر اللہ (بقرہ:۱۷۳) وہ جانور بھی حرام ہے جو کہ غیر خدا کے نام پر پکارا گیا۔یہاں پکارنے سے مراد بوقت ذبح پکارنا ہے۔

چنانچہ تفسیر بیضاوی میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

ای رفع الصوت لغیر اللہ بہٖ کفو لھم باسم اللات و العزی عند ذبحہٖ o

ترجمہ: یعنی جس جانور پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو جیسے کفار ذبح کے وقت کہتے تھے۔"بسم اللات والعزی۔

تفسیر جلالین میں اسی آیت کے ماتحت ہے: **ای ذبح علٰی اسم غیرہٖ** ''اس طرح کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جاوے۔'' تفسیر خازن میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

یعنی ماذکر علیٰ ذبحہٖ غیر اسم اللہ وذٰلك ان العرب فی الجاھلیة کانوا یذکرون اسماء اصنامھم عند الذبح فحرم اللہ ذٰلك بھٰذہ الأیة و بقولہٖ ولا تاکلو ا مما لم یذکر اسم اللہ علیہo

ترجمہ: یعنی وہ جانور حرام ہے۔جس کے ذبح پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔اور یہ اس لیے ہے کہ اہل عرب زمانہ جاہلیت میں ذبح کے وقت بتوں کا نام لیتے تھے پس خدا تعالیٰ نے اس کو اس آیت سے اور آیت **و لا تاکلوا** سے حرام فرمایا۔

تفسیر کبیر یہ ہی آیت:

و کانوا یقولون عند الذبح باسم اللات و العزی فحرم اللہ تعالیٰ ذٰلكo

ترجمہ: اہل عرب ذبح کے وقت کہتے تھے: **بسم اللات و العزی** اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام فرمایا۔

تفسیر احمدیہ میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

معناہ ذبح بہٖ لا سم غیر اللہ مثل اللات و العزی و اسماء الانبیاءo

ترجمہ: آیت کے معنی یہ ہیں کہ اس کو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور وہ ہے جو بتوں کے لیے ذبح کیا جاتا تھا۔

تفسیر مدارک میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

ای ذبح للا صنام فذکر علیہ غیر اسم اللہ ان رفع بہ الصوت للصنم و ذٰلك قول اھل الجاھلیة باسم اللات و العزیo

ترجمہ: یعنی وہ جانور حرام ہے جو کہ بتوں کیلئے ذبح کیا جاوے پس اس پر غیر اللہ کا نام لیا جاوے۔یعنی اس پر بت کی آواز دی گئی ہو۔اور یہ جاہلیت والوں کا یہ کہنا تھا کہ **بسم اللات و العزی**۔

تفسیر لباب التاویل میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

یعنی ماذبح لاصنام و الطواغیت واصل الاھلال الصوت و ذٰلك انھم کانوا یرفعون

اصواتھم بذکر الھتھم اذا ذبحوھاo

ترجمہ: یعنی جو بتوں اور شیطانوں کے لیے ذبح کیا جائے اور اہلال کی اصل آواز بلند کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ بے شک کفار ذبح کرتے وقت اپنے بتوں کے نام بلند آواز سے لیتے تھے۔

تفسیر علامہ ابوسعود میں ہے: ای رفع بہ الصوت عند ذبحہٖ للصنم ۔(یعنی بت کے لیے ذبح کرتے وقت آواز بلند کی جائے)۔تفسیر حسینی میں اسی آیت کے ماتحت ہے:''وآنئہ آواز برآور دہ شود بغیر اللہ از برائے غیر خدابداں دروقت ذبح آں یعنی بنام بتاں بکشند۔''ان تمام تفاسیر سے معلوم ہوا کہ اس آیت مـــا اھــل میں اھــل سے مراد ہے ذبح کے وقت غیر خدا کا نام پکارنا۔لہٰذا جانور کی زندگی میں کسی طرف نسبت کرنے کا اعتبار نہیں۔اب ہم فقہاء کی عبارات بھی پیش کرتے ہیں۔

تفسیرات احمدیہ میں اسی آیت وماآ اھل بہٖ لغیر اللہ (بقرہ:۱۷۳) کے ماتحت ہے:

ومن ھٰھنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للا ولیآء کما ھو الرسم فی زماننا حلال طیب لا نہ لم یذکر اسم غیر اللہ علیھا وقت الذبح وان کانوا ینذرونھاo

تـــرجمہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس گائے کی اولیاءاللہ کے لیے نذر مانی گئی جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رواج ہے یہ حلال طیب ہے کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اگرچہ اس گائے کی نذر مانتے ہیں۔

اس میں تو گیارہویں شریف کے بکرے کا خاص فیصلہ فرما دیا نام لیکر اور اس کتاب کے مصنف مولونا احمد جیون علیہ الرحمۃ وبزرگ ہیں جو کہ عرب وعجم کے علماء کے استاذ ہیں اور تمام دیوبندی بھی ان کو مانتے ہیں۔شامی باب الذبح میں ہے:

اعلم ان المدار علی القصد عند ابتداء الذبحo

ترجمہ: جاننا چاہیے کہ حلت وحرمت کا دارومدار ذبح کے وقت نیت کا ہے۔

صاف معلوم ہوا کہ ذبح سے پہلے کی نیت یا نام بالکل معتبر نہیں۔عالمگیری باب الذبح میں ہے:

مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارھم اوبکافر لاٰلھتھم توکل لانہٗ سمی اللہ تعالیٰ ویکرہ للمسلم کذا فی التتار خانیۃ ناقلاعن جامع الفتاویo

ترجمہ: مسلمان نے مجوسی کی وہ بکری جوان کے آتشکدہ کے لیے یا کافر کی ان بتوں کیلئے تھی، ذبح کی

وہ حلال ہے کیونکہ اس مسلمان نے اللہ کا نام لیا ہے مگر یہ کام مسلمان کیلئے مکروہ ہے۔اسی طرح تتارخانیہ میں جامع الفتاویٰ سے نقل کیا۔

دیکھیے جانور پالنے والا کافر ہے اور ذبح بھی کرتا ہے بت یا آگ کی عبادت کی نیت سے گویا مالک کا پالنا اور ذبح کرنا دونوں فاسد مگر چونکہ بوقت ذبح مسلمان نے بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا ہے۔لہٰذا جانور حلال ہے۔کہیے گیارہویں یا میلاد کا بکرا اس بت پرست کے بکرے سے بھی گیا گذرا ہے کہ وہ تو حلال مگر یہ حرام۔الحمد اللہ بخوبی ثابت ہوا کہ یہ گیارہویں وغیرہ کا جانور حلال ہے اور یہ فعل باعث ثواب ہے۔

دوسرا باب

اولیاء اللہ کے جانور کے متعلق اعتراضات

اعتراض ا: اس آیت ما آھل بہٖ لغیر اللہ (بقرہ:۱۷۳) میں کلمہ اھل اہلال سے مشتق ہے اور اہلال کے معنی لغت میں ذبح کے نہیں بلکہ مطلقاً پکارنے کے ہیں۔لہٰذا جس جانور پر غیر خدا کا نام پکارو خواہ تو اس کی زندگی میں یا بوقت ذبح وہ مردار ہے تو غوث پاک کا بکرا شیخ سدو کی گائے اگرچہ خدا کے نام پر ذبح ہو حرام ہے۔

جواب: (نوٹ) یہ اعتراض شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ کا ہے وہ مسئلہ میں سخت غلطی فرما گئے۔اہلال کے لغوی معنی تو ہیں: مطلقاً پکارنا۔مگر عرفی معنی ہیں: بوقت ذبح پکارنا۔اور یہ عرفی معنی ہیں اس جگہ مراد ہیں۔صلوٰۃ کے لغوی معنی تو ہیں مطلقاً دعا۔مگر عرفی معنی ہیں نماز تو اقیموا الصلوٰۃ سے نماز فرض ہوگی نہ کہ عام دعا۔تفسیر کبیرہ میں اسی آیت مآاھل کے ماتحت ہے:

الاھلا رفع الصوت ھٰذا معنی الاھلال فی اللغۃ ثم قیل للمحرم الخ٥

ترجمہ: اہلال کے معنی ہیں آواز بلند کرنا (پکارنا) یہ معنی لغوی ہیں پھر محرم کو کہا گیا۔الخ

اسی طرح حاشیہ بیضاوی للشہاب میں اسی آیت مآاھل کے ماتحت ہے:

ای رفع بہ الصوت الخ ھذا اصلہٗ ثم جعل عبارۃ عما ذبح لغیر اللہ٥

ترجمہ: یعنی اس کو پکارا گیا ہو یہ اہلال کے لغوی معنی ہیں پھر اھل سے مراد لی گئی ہے کہ وہ جانور جو غیر خدا

کے نام پر ذبح کیا جاوے۔

اگر یہاں اہلال کے لغوی معنی مراد ہوں تو چند خرابیاں لازم ہونگی: اولاً یہ کہ تفسیر اجماع مفسرین اور اقوال صحابہ کرام کے خلاف ہوگی۔ مفسرین کے اقوال تو ہم پہلے باب میں عرض کر چکے۔ اب صحابہ کرام وغیرہ ہم کے اقوال ملاحظہ ہوں۔ تفسیر درمنثور میں اسی آیت کے ماتحت ہے:

اخرج ابن المنذر عن ابن عباس فی قولہٖ تعالیٰ وما اھل الآ یة قال ذبح واخرج ابن جریر عن ابن عباس فی قولہٖ وما اھل بہٖ لغیر اللہ یعنی ما اھل للطوا غیت واخرج ابن ابی حاتم عن مجاھد وما اھل قال ماذبح لغیر اللہ واخرج ابن ابی حاتم عن ابی العالیة وما اھل بہٖ لغیر اللہ یقول ما ذکر علیہ اسم غیر اللہ o

ترجمہ: ابن منذر نے ابن عباس سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ما اھل بہٖ (الآیة) یعنی ذبح کیا گیا اور ابن جریر نے انہی عبداللہ بن عباس سے روایت کی کہ ما اھل ''یعنی جن پر بتوں کا نام پکارا جاوے اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کی کہ ما اھل ''یعنی ذبح کیا جائے اللہ تعالیٰ کے غیر کے لیے اور ابن ابی ھاتم نے ابی العالیہ سے روایت کی کہ و ما اھل ''یعنی جس پر اللہ تعالیٰ کے غیر کا نام لیا جائے۔

تفسیر مظہری میں اسی آیت کے ماتحت: قال الربیع ابن انس یعنی ماذکر عند ذبحہٖ اسم غیر اللہ

معلوم ہوا کہ اس قدر صحابہ کرام و تابعین کا یہی فیصلہ ہے کہ اس آیت سے مراد ہے غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا۔

جواب دوم: یہ ہے کہ تمہارے بتائے ہوئے یہ معنی خود قرآن کریم کے بھی خلاف ہیں۔ قرآن فرماتا ہے:

ماجعل اللہ من بحیرة ولا سآ ئبة ولا وصیلة و الاحام لا ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب o (مائدہ:۱۰۳)

ترجمہ: اللہ نے بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام نہیں مقرر کیے۔ لیکن کفار اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔

یہ چار جانور بحیرہ وغیرہ وہ تھے جن کو کفار عرب بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور ان کو حرام سمجھتے تھے۔ قرآن نے اس حرام سمجھنے کی تردید فرمادی۔ حالانکہ ان پر زندگی میں بتوں کا نام پکارا گیا تھا۔ اور ان کے کھانے کا حکم دیا کہ:

کلو ا مما رزقکم اللہ و لا تتبعو خطوٰت الشیطٰن o (انعام:۱۴۲)

ترجمہ: کھاؤاس کو جوتمہیں اللہ نے دیااورشیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔

تفسیر فتح البیان میں زیرآیت **ما جعل اللہ من بحیرۃ** اورنووی شرح مسلم کتاب **الجنۃ ونعیما باب صفات التی یعرف بھا فی الدنیا اھل الجنۃ** صفحہ ۳۸۵ میں ہے:

المراد انکار ماحرموا علیٰ انفسھم من السائبۃ والوسیلۃ والبحیرۃ والحامی وانھا لم تصر حرام بتحریھمo

ترجمہ: یعنی اس آیت سے ان جانوروں کی حرمت کا انکار کرنا مقصود ہے جن کو کفار حرام سمجھتے تھے۔بحیرہ وغیرہ کہ یہ جانور انکے حرام کر لینے سے حرام نہیں ہو گئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو سانڈ ہندولوگ بتوں کے نام پر چھوڑتے ہیں وہ حرام نہیں ہو جاتا۔اگر مسلمان بسم اللہ کہہ کر ذبح کرلے تو حلال ہے ہاں غیر کی ملکیت کی وجہ سے ایسا کرنا منع ہے۔نیز رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وقالوا ھٰذہٖ انعام وحرث حجر لا یطعمھآ الا من نشآء بزعمھمo (الانعام:۱۳۸)

ترجمہ: اورکفار بولے کہ یہ جانوراورکھیتی روکی ہوئی ہے،اس کو وہی کھائے جس کو ہم چاہیں اپنے جھوٹے خیال میں نیز فرماتا ہے۔

وقالوا ما فی بطون ھٰذہ الانعام خالصۃ لذکورنا ومحرم علٰٓی ازواجناo (الانعام:۱۳۹)

ترجمہ: کفار بولے جوان جانوروں کے شکم میں بچہ ہے وہ ہمارے مردوں کے لیے خاص ہے اور ہماری عورتوں پر حرام۔

یہ وہ ہی کھیتیاں اور جانور تھے جو بتوں کے نام پر وقف تھے اور کفار ان کی حلت میں پابندیاں لگاتے تھے،اس پابندی کی تردید فرمادی گئی۔تو جب بتوں کے نام پر چھوٹے ہوئے جانور حرام نہ ہوئے تو اہل اللہ کی فاتحہ کی نیت سے پالے ہوئے جانور کیوں حرام ہو گئے؟ تیسری یہ کہ اہل کے یہ معنی فقہاء کی تصریح کے بھی خلاف ہیں۔ہم اس بحث کے پہلے باب میں عالمگیری کی عبارت پیش کر چکے ہیں کہ مشرک یا آتش پرست نے بت یا آگ کے چڑھاوے کیلئے جانور مسلمان سے ذبح کرایا۔مسلمان نے بسم اللہ سے ذبح کیا،وہ حلال ہے۔اسی طرح تفسیرات احمدیہ کی عبارت بھی پیش کردی گئی کہ اولیاء اللہ کے نذر کا پالا ہوا جانور حلال ہے۔چوتھے یہ کہ یہ معنی عقل کے بھی خلاف ہیں اس لیے کہ جب

اہل کے لغوی معنی مراد ہوئے یعنی جانور پر اس کی زندگی میں یا بوقت ذبح غیر اللہ کا نام پکارنا جانور کو حرام کر دیتا ہے تو لازم آیا کہ جانور کے سوا دوسری اشیاء بھی غیر اللہ کی طرف نسبت کرنے سے حرام ہو جاویں۔ کیوں کہ قرآن میں آتا ہے: مآ اھل بہٖ لغیر اللہ (بقرہ:۱۷۳) اور ہر وہ چیز جو کہ غیر اللہ کے نام پر پکاری جاوے "ما" میں جانور کی قید نہیں پھر خواہ تقرب کی نیت سے پکارا یا کسی اور نیت سے بہر حال حرمت آنی چاہیے، تو زید کا بکرا "عمر کی بھینس" زید کے آم بکر کے باغ کے پھل، فلاں کی بیوی، ام سعد کا کنواں، فلاں کی مسجد، میرا گھر، دیوبند کا مدرسہ، امام بخاری کی کتاب سب ہی نسبتیں ناجائز ہو گئیں اور ان کا استعمال حرام، اور بخاری ترمذی تو خاص شرک ہوا۔ کہ ان کی نسبت بخارا اور ترمذ کی طرف ہوئی جو کہ غیر اللہ ہیں۔ جناب جس وقت تک کہ عورت صرف اللہ ہی کی بندی کہلائی۔ سب کو حرام رہی، جب اس پر غیر خدا کا نام آیا۔ اور فلاں کی زوجہ کہی گئی تب فلاں کو حلال ہوئی۔ کبھی غیر اللہ کی نسبت سے چیز کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ حیدر آباد میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستی لکھا ہوا قرآن شریف تھا انگریز اس کے دو لاکھ روپے دیتے تھے مگر نہ دیا گیا امیر عبدالرحمٰن خان کا استعمال شدہ قالین پچاس ہزار روپے میں امریکہ والوں نے خریدا۔ پرانے ٹکٹ بھی قیمتی ہوتے ہیں۔ (سرکار علی پوری) غرضکہ اہل کے یہ معنی ایسے فاسد ہیں کہ عقل و نقل سب ہی کے خلاف۔ پانچویں یہ کہ اگر کسی نے جانور بت کے نام پر پالا بعد میں اس سے تائب ہو گیا اور خالص نیت سے اس کو ذبح کیا تو یہ بالاتفاق حلال ہے حالانکہ اہل میں تو یہ بھی داخل ہوا۔ اگر ایک بار بھی غیر اللہ کا نام اس پر بول دیا ما اھل کی حد میں آ گیا۔ اب ماننا ہی پڑا کہ وقت ذبح اللہ کا نام پکارنا معتبر ہے نہ کہ قبل کا۔ اگر کوئی شخص غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے پھر گوشت میں اللہ کی نیت کرے بالکل غیر معتبر ہے۔ اسی طرح اگر زندگی کا پکارنا معتبر ہوا تو جو آدمی جانور کی زندگی میں غیر اللہ کا نام پکار کے پھر توبہ کر کے اللہ کے نام پر ذبح کرتا۔ تو بھی حرام ہوتا۔ چھٹے یہ کہ اگر اھل کے معنی لغوی مراد لیے جاویں جب بھی "بہ" کی وجہ سے پکارنے میں تخصیص ہوگی۔ اس طرح کہ "ب" "فی" کے معنی میں ہوگا اور مضاف پوشیدہ یعنی فی ذبحہ ورنہ پھر "بہ" سے کیا فائدہ ہوگا۔ بغیر "بہ" کے بھی یہ معنی حاصل تھے۔ جیسا کہ سلیمان جمل نے آیت مآ اھل بہٖ لغیر اللہ کی تفسیر میں لکھا ہے تو بھی مطلب وہ ہی بنا کہ جس جانور پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا گیا وہ حرام ہے بہر حال یہ ترجمہ محض فاسد ہے۔

اعتراض۲: فقہی مسئلہ ہے کہ جس جانور کو بسم اللہ سے ذبح کیا جاوے مگر ذبح کی نیت غیر خدا سے تقرب حاصل کرنا ہو تو وہ حرام ہے۔ چونکہ گیارہویں کرنے والے کی نیت حضور غوث پاک کو راضی کرنا ہے۔ لہٰذا اس ذبح میں غیر اللہ

کی طرف تقرب ہوا۔ تو اگرچہ جانور ذبح تو بسم اللہ سے ہوا۔ مگر اس قاعدے سے حرام ہو گیا۔ اس قاعدے کی تحقیق سوال نمبر۳ میں آتی ہے۔

جواب: ذبح کی چار قسمیں ہیں: اولاً یہ کہ ذبح سے مقصود محض خون بہانا ہو اور گوشت محض تابع ہو۔ اور یہ خون بہانا رب کو راضی کرنے کے لیے ہو۔ جیسے کہ قربانی ٗہدی ٗعقیقہ اور نذر کا جانور یہ ذبح عبادۃ ہے مگر اس میں وقت یا جگہ کی قید ہے کہ قربانی خاص تاریخوں میں عبادت ہے آگے پیچھے نہیں۔ ہدی حرم میں عبادت ہے اور جگہ نہیں۔ دوسرے چھری کی دھار کی آزمائش کے لیے زبح کرنا یہ نہ عبادت ہے نہ گناہ۔ اگر بسم اللہ سے ہوا تو جانور حلال ورنہ حرام۔ تیسرے گوشت کھانے کے لیے ذبح کرنا جیسے کہ شادی ولیمہ کی دعوت یا گوشت کی تجارت کیلئے ذبح کرنا اسی طرح فاتح بزرگان کے لئے ذبح کرنا کہ ان سب ذبح سے مقصود گوشت کے لئے ہے یہ بھی اگر بسم اللہ سے ہو تو حلال ورنہ حرام۔ چوتھے غیر خدا کو راضی کرنے کے لیے صرف خون بہانے کی نیت سے ذبح کرنا کہ اس میں گوشت مقصود نہ ہو۔ جیسے کہ ہندو لوگ بتوں یا دیوی پر جانور کی بھینٹ چڑھاتے ہیں کہ اس سے صرف خون دے کر بتوں کو راضی کرنا مقصود ہے۔ یہ جانور اگر بسم اللہ کہہ کر بھی ذبح کیا جاوے۔ جب بھی حرام ہے بشرطیکہ ذبح کرنے والے کی نیت بھینٹ کی ہو نہ کہ ذبح کرانے والے کی۔ ان فقہی عبارات سے یہ ہی مراد ہے قرآن فرماتا ہے: وما ذبح علی النصب (مائدہ:۳)'' اور حرام ہے وہ جانور جو بتوں پر ذبح کیا جائے'' اس آیت کی تفسیر میں سلیمان جمل فرماتے ہیں:

ای ما قصد بذبحه النصب ولم یذکر اسمها عند ذبحهٖ بل قصد تعظیمها بذبحهٖ فعلٰی بمعنی اللام فلیس هذا مکررا مع ماسبق اذ ذاك فیما ذکر عند ذبحهٖ اسم الصنم وهذا فیما قصد بذبحهٖ تعظیم الصنم من غیر ذکرهٖo

ترجمہ: یعنی وہ جانور بھی حرام ہے جس کے ذبح سے بت مقصود ہوں اور ان کے ذبح کے وقت بت کا نام نہ لیا ہو یا کہ بت کی تعظیم کیلئے کیا گیا ہو۔ پس علیٰ بمعنی لام ہے لہٰذا یہ آیت گزشتہ سے مکرر نہیں کیونکہ وہاں مـا اهـل میں تو وہ مراد تھے جن پر بتوں کا نام لیا جاوے اور اس سے وہ جانور مراد ہیں جن کے ذبح سے بت کی تعظیم مقصود ہو اور اس کا نام نہ لیا گیا ہو۔

سبحان اللہ کیا عمدہ فیصلہ کیا کہ جو بت کے نام پر ذبح ہو وہ تو مـا اهـل میں داخل ہے اور جس ذبح سے تعظیم غیر اللہ مقصود ہو وہ ماذبح لتعظیم غیر الله ۔ اسی پر درمختار کی عبارت ہے غرضیکہ جانوروں کی حرمت میں دو چیزوں کو دخل

ہے ایک تو بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لینا۔ دوسرے غیر اللہ کو راضی کرنے کے لیے جانور کا خون بہانا بایں معنیٰ کہ گوشت مقصود بالذات نہ ہو۔ تقرب بغیر اللہ ہے اسی کو فقہاء حرام فرماتے ہیں چونکہ گیارھویں اور فاتحہ کا جانور تیسری قسم میں داخل ہے نہ کہ چوتھی میں۔ اسی لیے حرام نہیں کیونکہ گیارھویں کرنیوالے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس جانور کے گوشت کا کھانا پکا کر فاتحہ کرکے فقراء پر تقسیم کیا جاویگا۔ لہٰذا اس سے گوشت مقصود ہو۔ یہ فرق ضرور خیال میں رہے۔ بعض دیوبندی کہتے ہیں کہ گیارھویں والے کا گوشت مقصود نہیں ہوتا۔ کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ اگر اس کو اتنا زیادہ گوشت دیا جاوے یا دوسرا جانور کہ تو اس پر فاتحہ کردے تو وہ اس سے راضی نہیں ہوتا اگر گوشت منظور ہوتا تو تبادلہ کر لینا معلوم ہوا کہ غوث پاک کے نام پر خون بہانا منظور ہے۔ لیکن یہ قول بھی غلط ہے نیت کا حال تو نیت والا ہی جان سکتا ہے۔ بلا دلیل مسلمان پر بدگمانی کرنا حرام ہے۔ رہا جانور نہ بدلنا، اس کی وجہ محض اہتمام ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ جس طرح ہم نے پرورش کرکے اس کو اچھا کیا ہے۔ دوسرا گوشت ایسا نہ ملے گا۔ بعض لوگ ولیمہ کے لیے جانور پالتے ہیں وہ بھی دوسرے گوشت سے تبادلہ گوارا نہیں کرتے۔ بعض لوگ فاتحہ کے لیے نئے برتن استعمال کرتے ہیں اور ان برتنوں کا تبادلہ گوارا نہیں کرتے۔ بعض کا خیال ہوتا ہے کہ جس جانور پر فاتحہ کا وعدہ ہو گیا اس کو بدلنا جائز نہیں جیسے کہ قربانی کا جانور، یہ خیال غلط ہے۔ مگر غلط خیال سے زبیحہ کیوں حرام ہو گیا۔ غرضکہ اہتمام اور ہے بھینٹ اور۔ خلاصہ یہ ہوا کہ اگر نفس ذبح سے غیر اللہ کو راضی کرنا مقصود ہو تو حرام ہے اور اگر ذبح دعوت یا فاتحہ کے لئے ہو اور فاتحہ یا دعوت کسی کو راضی کرنے کیلئے ہو تو حلال ہے۔ کسی اللہ کے بندے کو راضی کرنا اس کی عبادت نہیں رحمۃ اللہ علیہ

اعتراض ۳: درمختار عالمگیری باب الذبح میں ہے اور نووی شرح مسلم میں تصریح کی ہے کہ:

ذبح لقدوم الامیر ونحوہٖ کواحد من العظماء یحرم لانہٗ اھل بہٖ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ علیہo

ترجمہ: بادشاہ یا کسی بڑے آدمی کے آنے پر جانور ذبح کیا۔ تو وہ حرام ہے کہ اس پر غیر خدا کا نام پکارا گیا۔ اگرچہ اس پر اللہ ہی کا نام لیا گیا ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی خوشنودی کیلئے جانور ذبح کرنا حرام ہے۔ اگرچہ بسم اللہ ہی سے ذبح ہو، لہٰذا گیارھویں کا جانور بہرحال حرام ہے کہ حضور غوث پاک کی رضا کے لیے ہے۔ اگرچہ ذبح بسم اللہ سے ہو۔

جواب: اس کا مکمل جواب سوال نمبر۲ کے جواب میں گذر گیا کہ اگر سلطان یا کسی کی بھینٹ کی نیت سے ذبح ہو تو

جانور حرام۔ بھینٹ کے معنی بیان کیے جا چکے کہ خون بہانے سے اس کو راضی کرنا مقصود ہو، گوشت تابع ہو اور اور سلطان وغیرہ کی دعوت کے لیے جانور ذبح ہو تو اگر چہ دعوت سے رضائے سلطان مقصود ہو مگر جانور حلال ہے۔

درمختار کتاب الذبائح میں اسی جگہ فرماتے ہیں:

ولو للضیف لا یحرم لا نہٗ سنۃ الخلیل و اکرام الضیف اکرام اللہ و الفارق انہ ان قدمھا لیا کل منھا کان الذبح للہ و المنفعۃ للضیف اوللو لیمۃ اوللربح و ان لم یقدمھا لیاکل منھا بل یدفعھا لغیرہٖ کان لتعظیم غیر اللہ فتحرمO

ترجمہ: اور اگر ذبح مہمان کیلئے ہو تو حرام نہیں کیونکہ یہ حضرت خلیل اللہ کا طریقہ ہے اور مہمان کی تعظیم اللہ کی تعظیم ہے۔ وجہ فرق یہ ہے کہ اگر اس کا گوشت مہمان کے آگے رکھا تا کہ اس میں سے کھائے تو یہ ذبح اللہ کیلئے ہوگا اور نفع مہمان کیلئے یا ولیمہ یا تجارت کیلئے اور اگر مہمان کے آگے نہ رکھا بلکہ یونہی کسی کو دیدیا تو یہ تعظیم غیر اللہ کے لیے ہے' لٰہذا حرام ہے۔

اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ گوشت کا مقصود ہونا عبادت وغیرہ عبادت میں فرق ہے۔ اسی جگہ درمختار میں ہے:

وفی صید المنیۃ انہٗ یکرہ ولا یکفر لانا لانسیء الظن بالمسلم انہٗ یتقرب الی لاٰدمی بھٰذا النحرO

ترجمہ: ایسا کرنا مکروہ ہے اس سے ذابح کافر نہ ہوگا۔ کیونکہ ہم مسلمان پر بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس ذبح سے کسی آدمی کی عبادت کرتا ہے۔

معلوم ہوا کہ مسلمان پر بدگمانی کرنا جرم ہے۔ اس کے حاشیہ ردالمختار میں اس کو زیادہ واضح کردیا گیا ہے مگر جس قدر بیان کردیا گیا اس میں کفایت ہے۔ تفسیر البیان پارہ ٦ زیر آیت وما اھل بہٖ لغیر اللہ (مائدہ:۳) ہے:

مایذبح عند استقبال السلطٰن تقربا الیہ افتٰی اھل البخارٰی بتحریمہٖ وقال الرّٰفعی ھٰذا غیر محرم لانھم انما یذبحو نہٗ استبشارا بقدومہٖ فھو کذبح العقیقۃ لولادۃ المولو د مثل ھٰذا لا یوجب التحریم کذا فی شرح المشارقO

ترجمہ: یعنی جو جانور سلطان کے آنے پر ذبح کیا جائے اس سے قرب حاصل کرنے کے لیے، اہل بخاری نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا اور امام رافعی نے فرمایا کہ جانور حرام نہیں کیونکہ وہ لوگ سلطان کی آمد کی

خوشی میں ذبح کرتے ہیں جیسے کہ بچہ کا عقیقہ بچہ کی پیدائش کی خوشی میں اور اس جیسا کام جانور کو حرام نہیں کر دیتا اسی طرح شرح مشارق میں ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں یہ رواج ہوگا کہ بادشاہ کی آمد پر گھر گھر جانور ذبح ہوتے ہوں گے۔آج کل یہ رسم نہیں تو جو بادشاہ کی عبادت کی نیت سے ذبح کرتے ہوں وہ حرام اور جو اظہار خوشی کے لیے لوگوں کی دعوت کرتے ہوں وہ حلال یہ فتویٰ کا اختلاف زمانہ کی وجہ سے ہے۔غرضکہ گیارہویں کے جانور کو ذبح قدوم سلطان سے کوئی نسبت نہیں۔

اعتراض۴: گیارہویں کی نیت سے بکرا پالنے والا مرتد ہے کیونکہ غیر خدا کی نذر ماننا کفر ہے اور کافر و مرتد کا ذبیحہ حرام ہے۔لہٰذا گیارہویں ماننے والے کا ذبیحہ حرام ہے۔شامی جلد دوم کتاب الصوم بحث نذر اموات میں ہے:

والنذر للمخلوق لایجوز لانہٗ عبادۃ والعبادۃ لاتکون لمخلوق۔

جواب: اس کا مکمل جواب ہم پہلے دے چکے ہیں کہ یہ نذر شرعی نہیں نذر عرفی ہے بمعنی ہدیہ و نذرانہ یا یہ نذر اللہ کے لیے ہے اور اس کا تصرف یہ ہے اور ان میں سے کوئی بھی شرک نہیں۔استاذ سے کہتے ہیں کہ رقم آپ کی نذر ہے یعنی نذرانہ و ہدیہ۔